سلسلہ
مواعظ حسنہ
نمبر ۱۵۸

تصوف کی حقیقت اتباعِ شریعت

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۱۵۸

تصوف کی حقیقت
اتباعِ شریعت

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ

حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حسبِ ہدایت وارشاد

حلیم الامت حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم

بہ فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبّت ہے
بہ اُمّیدِ نصیحت دوستو اسکی اشاعت ہے

محبّت تیرا صدقہ ہے ثمر ہیں تیرے نازوں کے
جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے ارشاد کے مطابق حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی جملہ تصانیف و تالیفات

محی السنہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

ضروری تفصیل

وعظ : تصوف کی حقیقت اتباعِ شریعت

واعظ : عارف باللہ مجدِدِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ وعظ : ۱۰ صفر المظفر ۱۴۰۳ھ مطابق ۲۶ نومبر ۱۹۸۲ء، بروز جمعۃ المبارک

مرتب : جناب سید عمران فیصل صاحب (خلیفہ مجاز بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ)

تاریخِ اشاعت : ۶ بدھ ۲۲ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۷ھ مطابق ۰۲ مارچ ۲۰۱۶ء

زیرِ اہتمام : شعبہ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی

پوسٹ بکس:11182 رابطہ:+92.21.34972080، +92.316.7771051

ای میل:khanqah.ashrafia@gmail.com

ناشر : کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی، پاکستان

قارئین و محبین سے گزارش

اس بات کی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہ کی کتابوں کی طباعت اور پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ! اس کام کی نگرانی کے لیے خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کے شعبۂ نشر و اشاعت میں مختلف علماء اور ماہرین دینی جذبے اور لگن کے ساتھ اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اس کے باوجود کوئی غلطی نظر آئے تو از راہِ کرم مطلع فرمائیں تاکہ آیندہ اشاعت میں درست ہو کر آپ کے لیے صدقۂ جاریہ ہو سکے۔

(مولانا) محمد اسماعیل
نبیرہ و خلیفہ مُجاز بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ
ناظم شعبۂ نشرواشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ

عنوانات

اللہ کے ذکر سے روحانی طاقت ملتی ہے ۶
تعلق مع اللہ اتباع سنت پر موقوف ہے ۷
طاقت کو اتباعِ شریعت میں استعمال کریں ۷
عمر میں برکت حاصل کرنے کا نسخہ ۸
طالبِ علموں کی عبادت علم حاصل کرنا ہے ۹
سنتوں کو زندہ کرنے کا ثواب ۹
بلندی پر چڑھنے اور نیچے اترنے کی سنتیں ۱۰
بیت الخلاء میں داخل ہونے سے پہلے کی دعا ۱۱
وضو کی مسنون دعائیں ۱۱
نماز میں آنے والے وسوسوں کی حقیقت ۱۲
اختیاری اور غیر اختیاری اعمال ۱۳
نماز میں انگلیوں کی ہیئت ۱۴
کھانا کھانے کی سنتیں ۱۴
نعمتِ رزق کی قدر کریں ۱۵
نظر کی حفاظت کریں ۱۶
گھر میں داخل ہوتے وقت کی سنت ۱۷
ابلیس کی سب سے بڑی کامیابی ۱۷
تصوف کی حقیقت ۱۸
جوتے اور لباس پہننے کی سنتیں ۱۹
دل کی اصلاح کا نام تصوف ہے ۱۹

اللہ کے نام کی قدر و منزلت ۲۰
گناہ صحبتِ اہل اللہ ہی سے چھوٹتے ہیں ۲۱
اللہ کے فضل پر ایک عاشقانہ مضمون ۲۲
انسان کی قدر و قیمت اعمالِ شریعت سے بڑھتی ہے ۲۳
اللہ کی محبت کا مزہ بے مثل اور غیر فانی ہے ۲۵
عشق مجازی عارضی اور فانی ہے ۲۶
اللہ کی محبت پیدا کرنے والے تین اعمال ۲۶
صحبتِ اہل اللہ کے فوائد ۲۸
امیدِ مغفرتِ الٰہیہ ۲۹
اللہ سے دوری پر صبر نہ کریں ۳۰
عشقِ عاشقانِ خدا ۳۱

چین اِک پل کو بھی دلوں میں نہیں
گردنوں میں عذاب کے پھندے

دفن کر کے جنازہ عزت کا
خوار پھرتے ہیں نفس کے بندے

تصوف کی حقیقت اتباعِ شریعت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَ ذَکِّرْ فَاِنَّ الذِّکْرٰی تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِیْنَ[1]

اللّٰہ کے ذکر سے روحانی طاقت ملتی ہے

اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ اے نبی آپ نصیحت فرمایئے، نصیحت ایمان والوں کو نفع دیتی ہے۔ کسی چیز کا بار بار تذکرہ ہو تو غفلت زدہ اور غافل انسان کو بھی اس چیز کی یاد کی توفیق ہو جاتی ہے اور بھولی ہوئی چیز یاد آجاتی ہے۔ عربی قاعدے کی رو سے امر بنتا ہے مضارع سے اور مضارع میں خاصیت تجدد استمراری کی ہوتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایک دفعہ ذکر کر دینا کافی نہیں ہے، بار بار ذکر کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر کسی وقت جسم کو غذا دینا ترک کر دیں تو جسم میں ایک قسم کی کمزوری محسوس ہوتی ہے اور آپ اپنے گھر والوں سے اور دوستوں سے تذکرہ بھی کر دیتے ہیں کہ آج ہمیں کھانا کھانے کا موقع نہیں ملا اس لیے کچھ کمزوری محسوس ہو رہی ہے۔ اسی طریقے سے اللہ تعالیٰ کے ذکر میں جب کمی آجاتی ہے تو روح کے اندر بھی کمزوری محسوس ہوتی ہے اور جب روح کمزور ہو جاتی ہے تو جسم کے تقاضے، نفس کے تقاضے، معاشرے کے تقاضے، ماحول کے تقاضے اور زمانے کی رفتار کے تقاضے ہم پر غالب آجاتے ہیں۔

کل میں نے ایک دوست سے عرض کیا تھا کہ اللہ کی یاد سے دل کو طاقت پہنچتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جو ہمیں یاد کرتے ہیں ہم ان کے دلوں میں چین اور اطمینان عطا کرتے ہیں۔ تو چین اور اطمینان سے جب قلب کو طاقت ملتی ہے تو سوکھی روٹی بھی انسان کو لگتی

[1] الذّٰریٰت:۵۵

ہے، اور اگر دل پریشان ہو تو مرغ مُسَلَّم اور بریانی بھی نہیں لگتی اور آدمی سوکھتا چلا جاتا ہے۔

تعلق مع اللہ اتباع سنت پر موقوف ہے

حضرت خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ سے ایک شخص نے کہا کہ میں نے آپ کے پیر و مرشد حکیم الامت کو دیکھا ہے وہ تو بڑے سرخ اور بہت صحت مند نظر آتے ہیں، کیا کوئی کشتہ یا بوٹی وغیرہ کھاتے ہیں؟ خواجہ صاحب نے یہ بات حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کر دی تو حضرت بہت ہنسے اور فرمایا کہ خواجہ صاحب اگر پھر ملاقات ہو تو اسے بتا دینا کہ اشرف علی ایک بوٹی کھاتا ہے اور اس کا نام اللہ تعالیٰ کی یاد اور تعلق مع اللہ ہے، جو سنت کی اتباع کی برکت سے عطا ہوتا ہے۔

لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہر وقت اللہ کا دھیان اور مراقبہ کر رہے ہیں اور عرش پر پہنچے ہوئے ہیں مگر جماعت سے نماز چھوٹ رہی ہے۔ مسجد میں داخل ہوئے تو یہ بھی سلیقہ نہیں ہے کہ کون سا پیر پہلے داخل کریں۔ سیڑھیوں پر چڑھتے ہیں تو یہ بھی یاد نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بلندی پر چڑھتے تھے تو اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے تھے۔ جو شخص اتباعِ سنت میں مشغول ہے اس کو اصل تعلق مع اللہ حاصل ہے۔

طاقت کو اتباعِ شریعت میں استعمال کریں

کل بعد نماز عشاء ڈاکٹر عبدالحی صاحب دامت برکاتہم کی خدمت میں حاضری ہوئی تھی، انہوں نے ایک عجیب بات ارشاد فرمائی کہ کوئی شخص بادام اور طاقت کی غذائیں کھا کھا کر، سیب اور انگور کا جوس پی پی کر تگڑا ہو رہا ہے لیکن ہر وقت چارپائی پر پڑا ہے، نہ دماغی محنت کرتا ہے نہ جسمانی محنت، نہ بیوی بچوں کا حق ادا کرتا ہے نہ دوستوں اور غریبوں کا، نہ کسی رشتے دار کا نہ اللہ کا اور نہ بندوں کا حق ادا کرتا ہے تو اس نے جو وٹامن اور طاقت کی غذائیں کھائی ہیں ان کا کیا حق ادا کیا؟ کیا طاقت برائے طاقت حاصل کی جاتی ہے؟ کیا طاقت حاصل کر کے بس لیٹے رہو؟ ایسے ہی روحانی غذا کھا کر یعنی اللہ کا ذکر، تلاوت، تہجد، اشراق پڑھنے کے بعد روح میں جو طاقت آتی ہے تو کیا وہ اس لیے ہے کہ اپنے کو صوفی، ولی اور دُرویش سمجھ کر بیٹھ

گئے کہ ماشاء اللہ آج تورات کو خوب روئے اور خوب تہجد پڑھی، اب کیا پوچھنا ہے بس بزرگی مل گئی اور صوفی بن گئے۔ تو یہ روحانی طاقت کی غذا جو آئی ہے یہ آپ کو صوفی بنانے کے لیے نہیں آئی ہے، اپنے کو ولی اللہ سمجھنے کے لیے نہیں آئی ہے بلکہ اب اس روحانی طاقت کو استعمال کریں یعنی بیوی بچوں کا حق ادا کریں، کوئی نامحرم عورت سامنے آجائے تو نگاہ نیچی کریں غرض نیک کاموں میں اور گناہوں سے بچنے کے مواقع پر اس طاقت کو استعمال کریں۔

جو شخص اپنی تنہائیوں میں تو اللہ تعالیٰ کو خوب یاد کرتا ہے لیکن خدا کی مخلوق کے معاملے میں اس یاد سے حاصل ہونے والی طاقت کو استعمال نہیں کرتا، جہاں چاہا نگاہ ڈال دی، جہاں چاہا زبان سے گستاخی کردی، جہاں چاہا کان سے گانے سن لیے۔ تو ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ اس کا سب تصوف بے کار ہے۔

آپ جو ذکر کرتے ہیں، اشراق اور تہجد پڑھتے ہیں تو اس سے جو روحانی طاقت حاصل ہوئی اس طاقت کو حقوق العباد میں اور اللہ کے حقوق کی ادائیگی میں استعمال کریں۔ مثال کے طور پر آپ کو غصہ آگیا اب آپ اس طاقت کو استعمال کرکے غصہ ضبط کریں، آپ نے جو ذکر کیا ہے اس ذکر کا اثر اب محسوس ہونا چاہیے کہ آپ غصہ ضبط کرتے ہیں یا نہیں؟ شریعت کے مطابق غصے کا نفاذ کرتے ہیں یا اپنے نفس سے مغلوب ہو کر کچھ کا کچھ کہہ جاتے ہیں اور کس سے کیا بات کرنی ہے یہ بھی نہیں دیکھتے ہیں۔ جب آپ کو کوئی بات ناگوار معلوم ہو تو آپ کی تہجد اور اشراق آپ کو یاد دلا دے کہ آپ اپنے باپ سے گفتگو کر رہے ہیں، آپ کا معاملہ اپنی ماں سے ہے، آپ کا معاملہ اپنے بڑوں، اپنے اساتذہ یا سفید بال والوں سے ہے۔ کالی داڑھی والوں کے ذمے ہے کہ سفید بال والوں کا ادب کریں۔

عمر میں برکت حاصل کرنے کا نسخہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں مَا اَکْرَمَ شَابٌّ شَیْخًا لِسِنِّہٖ اِلَّا قَیَّضَ اللّٰہُ لَہٗ مَنْ یُّکْرِمُہٗ عِنْدَ سِنِّہٖ[۲] جس نے کسی مسلمان سے صرف اس کی عمر کی وجہ سے ادب

[۲] جامع الترمذی: ۲۲/۲، باب ما جاء فی اجلال الکبیر، ایج ایم سعید

کیا، بزرگی کی وجہ سے نہیں، علم کی وجہ سے نہیں، کسی اور وجہ سے نہیں، صرف اس وجہ سے ادب کیا کہ یہ بوڑھا ہے، اس کے بال سفید ہیں، محض اس وجہ سے ادب کیا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے اس کے ایسے چھوٹے پیدا کریں گے کہ جب یہ بوڑھا ہوگا تو وہ اس کا ادب کریں گے۔ محدثین فرماتے ہیں کہ اس سے اس کی عمر میں برکت کی بشارت مل گئی، کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ یہ اتنا زندہ رہے گا کہ اس کے لیے چھوٹے پیدا ہوں گے جو اس کا ادب کریں گے تو اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ اس کی عمر میں درازی کی بشارت ہوگئی۔

طالبِ علموں کی عبادت علم حاصل کرنا ہے

اسی طرح اگر آپ طالب علم ہیں، پڑھائی کر رہے ہیں، تو روحانی اور جسمانی دونوں طاقتیں حاصل کر کے انہیں فرسٹ ڈویژن لانے کی کوشش میں استعمال کریں، یہ نہیں کہ صاحب صوفی تو بن گئے اب چلو تھرڈ ڈویژن ہی سے پاس ہو جائیں۔

فرائض، واجبات اور سنتِ مؤکدہ کی ادائیگی کے بعد طالبِ علموں کی عبادت یہی ہے کہ خوب دھیان سے پڑھیں، ماں باپ نے ان کے پڑھنے کے لیے فیس دی ہے، کتابیں خریدی ہیں، پیسہ خرچ کر رہے ہیں، اس لیے نہیں کہ آپ فیل ہو جائیں۔ اگر آپ اشراق اور اوّابین میں لگے ہوئے ہیں اور فیل ہو رہے ہیں تو باپ کا پیسہ ضایع ہو جائے گا۔ اگر آپ انجینئر بن رہے ہیں تو فرسٹ ڈویژن لانی ہے۔ یہ میں ڈاکٹر عبد الحی صاحب کی تقریر سنا رہا ہوں، خود سے نہیں کہہ رہا ہوں، کیوں کہ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ میں انگریزی دان ہوں، انگریزی تعلیم سے گزرا ہوا ہوں، اپنے طالب علم ساتھیوں کو دیکھ چکا ہوں کہ کچھ طلبہ کس طرح اپنا وقت، والدین کی محنت اور ان کا پیسہ ضایع کرتے ہیں۔

سنتوں کو زندہ کرنے کا ثواب

میرے شیخِ ثانی مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم تشریف لائے تھے۔ ان پر سنتیں زندہ کرنے کا حال طاری رہتا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ الحمدللہ مجھ کو بڑے بڑے علوم عطا ہوئے لیکن اب تو جی چاہتا ہے کہ میں ایک ایک سنت کو زندہ

کردوں۔ ایک سنت کو زندہ کرنے کا ثواب سو شہیدوں کے برابر ہے۔ مشکوٰۃ شریف کی روایت ہے مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِيْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِيْ فَلَهٗ اَجْرُ مِائَةِ شَهِيْدٍ[۳] جس نے میری سنت کو زندہ کیا اور اس پر عمل کیا، اسے سو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔ مگر کب؟ جب امت میں فساد ہورہا ہو۔ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِيْ کی شرح مُلّا علی قاری نے مرقاۃ میں یہ کی ہے عِنْدَ غَلَبَةِ الْبِدْعَةِ وَالْجَهْلِ جب جہالت اور بدعت کا عام رواج پڑ رہا ہو، تَمَسَّكَ بِسُنَّتِيْ اَيْ عَمِلَ[۴] اس وقت جو میری سنت پر عمل کرے گا اسے سو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔

بلندی پر چڑھنے اور نیچے اترنے کی سنتیں

آج ہم اپنے گھروں کی بلندیوں پر چڑھتے ہیں چاہے ایک سیڑھی ہی صحیح مگر بلندی تو ہے تو کیا وہاں یہ سنت لاگو نہیں ہوگی؟ چاہے ایک ہی سیڑھی چڑھیں وہاں بھی اَللّٰهُ اَكْبَرْ کہیے۔ سیڑھیوں سے اترتے وقت سنتِ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یاد کرلیجیے، بخاری شریف کی روایت ہے، راوی فرماتے ہیں كُنَّا اِذَا صَعِدْنَا كَبَّرْنَا ہم لوگ جب اُوپر چڑھتے تھے تو اللہ اکبر کہتے تھے۔ وَاِذَا نَزَلْنَا سَبَّحْنَا[۵] اور جب نیچے اترتے تھے تو سُبْحَانَ اللّٰهِ کہتے تھے۔

میرے دوستو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں پر عمل کرنے سے انسان جتنا جلدی ولی اللہ بنتا ہے اتنا جلد کسی عمل سے ولی اللہ نہیں بن سکتا۔ لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نقل کرلو بس کام بن جائے گا۔ جیسے ابھی جب مجلس ختم ہوگی اور آپ مسجد کی سیڑھیوں سے نیچے اتریں گے اگر اس وقت آپ کو سُبْحَانَ اللّٰهِ کہنے کی توفیق نہ ہوئی تو میری محنت رائیگاں گئی، آپ کا مجلس میں آنا بے کار گیا۔ آپ بتائیے کہ دین کی بات سننے سنانے کا مقصد کیا ہے؟ مقصد تو عمل ہے۔ لہٰذا پہلی سنت یہ ہے کہ نیچے اترتے وقت سُبْحَانَ اللّٰهِ کہیے۔ اس نیت سے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی نقل کرنے کا حکم دیا ہے۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے یہاں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم

---

۳ مشکوٰۃ المصابیح:۳۰،باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ،ایچ ایم سعید

۴ مرقاۃ المفاتیح:۲۶۲/۱(۱۷۶)،باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ،دار الفکر،بیروت

۵ صحیح البخاری:۴۲۰/۱(۳۰۰۶)،باب التسبیح اذا ھبط وادیا،المکتبۃ المظھریۃ

کی نقل بھی قبول ہے، کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جس مقامِ نبوت، جس مقامِ اخلاص اور یقین کے جس مقام سے سُبْحَانَ اللّٰہُ کہا تھا کیا ہمارا سبحان اللہ ایسا ہو سکتا ہے؟ اسی لیے اللہ قرآن مجید میں فرماتے ہیں کہ اگر تم میرے نبی کی نقل کرلو، ان کی اتباع کرلو تو یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ[۶] اللہ تمہیں اپنا محبوب بنالے گا۔ ہمارا رسول ایسا پیارا اور محبوب ہے کہ ان کی چال اور بات کی نقل اور ان کے اٹھنے بیٹھنے کی نقل کروگے تو اللہ ضرور تم کو اپنا محبوب بنالے گا۔ لہٰذا نیچے اترتے وقت سُبْحَانَ اللّٰہُ اور بلندی پر چڑھتے وقت اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہا کریں۔

بیت الخلاء میں داخل ہونے سے پہلے کی دعا

جب استنجا خانے میں داخل ہوتے ہیں تو کیا کہنا چاہیے؟ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ[۷] یہ دعا دروازے پر ہی پڑھ لو۔ اس حدیث کی شرح میں مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں یَتَرَصَّدُوْنَ بَنِیْ اٰدَمَ بِالْاَذٰی وَالْفَسَادِ[۸] فرماتے ہیں کہ جو یہ دعا پڑھ کر بیت الخلاء میں داخل ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس دعا کی برکت سے خبیث جنات، گندگی اور غلاظت پسند شیاطین جو بیت الخلاء میں ہوتے ہیں اور انسانوں کو مختلف طریقوں سے تنگ کرسکتے ہیں، ان کے اور اس مومن کے درمیان میں پردہ ڈال دیتا ہے، جس سے وہ انہیں نہیں دیکھ سکتے، نہ ہی کوئی نقصان پہنچاسکتے ہیں، اس سنت کی برکت سے کتنا بڑا انعام عطا ہوا۔ اسی لیے سنتوں پر عمل کرنے کی وجہ سے انسان بہت جلد خدائے تعالیٰ کا ولی ہوجاتا ہے۔

وضو کی مسنون دعائیں

لکھنؤ والے مولانا منظور احمد نعمانی صاحب جو الفرقان رسالے کے ایڈیٹر ہیں انہوں نے ایک کتاب "معارف الحدیث" لکھی ہے، اس کے اندر میں نے ایک حدیث دیکھی تھی کہ جو شخص وضو شروع کرتے وقت بِسْمِ اللّٰہِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے تو جب تک اس کا وضو

[۶] اٰل عمرٰن: ۳۱

[۷] صحیح البخاری: ۱/۲۶(۱۴۵)، باب ما یقول عند الخلاء، المکتبۃ المظہریۃ

[۸] مرقاۃ المفاتیح: ۱/۳۸۶(۳۵۷)، باب آداب الخلاء، دار الفکر، بیروت

رہے گا فرشتے ثواب لکھتے رہتے ہیں۔[۹] بتائیے صاحب بِسۡمِ اللہِ وَ الۡحَمۡدُ لِلہِ کہنا کیا مشکل کام ہے۔ اور وضو ختم ہونے کے بعد کلمۂ شہادت پڑھ لیں، اس کے بعد یہ دعا پڑھیں اَللّٰھُمَّ اجۡعَلۡنِیۡ مِنَ التَّوَّابِیۡنَ وَاجۡعَلۡنِیۡ مِنَ الۡمُتَطَھِّرِیۡنَ[۱۰] اے اللہ مجھے تَوَّابِیۡنَ میں سے کر دیجیے۔ اور تَوَّابِیۡنَ کس کو کہتے ہیں؟ اَلَّذِیۡنَ اَذۡنَبُوۡا وَتَابُوۡا جن سے گناہ تو ہوگیا مگر پھر شرمندہ ہو کر اللہ سے توبہ کرلی۔ حدیث پاک میں ہے کہ اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنۡبِ کَمَنۡ لَّا ذَنۡبَ لَہٗ[۱۱] جس نے گناہوں سے توبہ کرلی وہ ایسا ہوگیا جیسے اس نے کوئی گناہ کیا ہی نہیں۔ تو یہ ساری دعائیں سیکھنے کی ضرورت ہے۔

نماز میں آنے والے وسوسوں کی حقیقت

بعض لوگ کہتے ہیں کہ صاحب ہمیں نماز میں وسوسہ بہت آتا ہے۔ اسی لیے نماز کی ایک سنت یہ بھی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سلام پھیرتے ہی تین بار اَسۡتَغۡفِرُ اللہَ اَسۡتَغۡفِرُ اللہَ اَسۡتَغۡفِرُ اللہَ کہتے تھے۔[۱۲] کوشش کرو کہ وساوس میں مشغول نہ ہو، وساوس کا آنا برا نہیں ہے لانا برا ہے۔ حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وساوس کا آنا کچھ مضر نہیں ہے، لانا مضر ہے۔ اس لیے کہ وساوس ڈالنے کے لیے ایک شیطان کی ڈیوٹی ہے۔ مشکوٰۃ شریف کی روایت ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ نماز کے اندر وسوسہ ڈالنے والے شیطان کا نام خنزب ہے۔[۱۳] لہٰذا ہم وساوس سے بچ نہیں سکتے، شیطان تو وسوسے ڈالے گا کیوں کہ وہ تو اس کام کے لیے مقرر کیا گیا ہے۔ اسی طرح وضو میں وسوسہ ڈالنے کے لیے ایک شیطان کو مقرر کیا گیا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا نام وَلہان ہے[۱۴] وہ کہے گا کہ تم نے ابھی تین دفعہ پانی نہیں بہایا۔ لہٰذا چار پانچ دفعہ دُھلوائے گا،

۹؎ المعجم الصغیر للطبرانی:۱/۱۳۱(۱۹۶)،باب الالف من اسمہ احمد،المکتب الاسلامی،بیروت

۱۰؎ جامع الترمذی:۱/۱۸،باب ما یقال بعد الوضوء،ایج ایم سعید

۱۱؎ مشکوٰۃ المصابیح:۲۰۶،باب الاستغفار والتوبۃ،المکتبۃ القدیمیۃ

۱۲؎ حصن حصین:۲۲۳

۱۳؎ مشکوٰۃ المصابیح:۱/۱۹،باب فی الوسوسۃ،المکتبۃ القدیمیۃ

۱۴؎ سنن ابن ماجۃ:۱/۱۳۲،باب ما جاء فی القصد فی الوضوء،المکتبۃ الرحمانیۃ

اب جناب اسی شک و شبہ میں مبتلا ہو کر دھوئے جا رہے ہیں۔ فَاتَّقُوْا وَسْوَاسَ الْمَاءِ لہٰذا وضو کے معاملے میں اس کی طرف توجہ نہ کریں۔

شیطان کے وسوسوں کی مثال اس سے سمجھیے کہ آپ کہیں جا رہے ہیں، راستے میں کتا بھونک رہا ہے، آپ اسے بھونکنے سے تو منع نہیں کرسکتے البتہ اس کی طرف توجہ نہ کریں۔ اسی طرح اگر وضو یا نماز میں شیطان وسوسہ ڈالے تو اس کی طرف توجہ نہ کریں۔ اور نماز ختم کر کے آخر میں تین بار اَسْتَغْفِرُ اللہَ اَسْتَغْفِرُ اللہَ اَسْتَغْفِرُ اللہَ پڑھ لیں تو نماز میں شیطان نے جو وسوسے ڈالے ہیں ان شاء اللہ سب معاف ہو جائیں گے۔

ایک صحابی کو نماز میں شیطان نے وسوسہ ڈالا تو انہوں نے کہا کہ اے شیطان میں نماز کو نہیں دُہراؤں گا اگرچہ تو کہتا ہے کہ نماز ٹھیک نہیں ہوئی اسے دُہراؤ۔ رَبِّیْ کَرِیْمٌ یَقْبَلُ مِنِّیْ میرا رب کریم ہے وہ قبول کرلے گا۔ مطلب یہ ہے کہ شیطان کے چکر میں مت پڑو۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تو ایک جملہ یہاں تک فرمایا ہے جس کو مشکوٰۃ کی شرح مرقاۃ میں مُلّا علی قاری نے لکھا ہے کہ جس نماز میں کوئی وسوسہ نہ آئے تو یہ یہودیوں اور عیسائیوں کی نماز ہے۔[۱۵] دیکھو لو میرے پاس مرقاۃ گیارہ جلدوں میں ہے۔ تو ناممکن چیز کا تصور کیوں کرتے ہو؟ جو چیز بندے کے اختیار میں نہیں ہے اس کے پیچھے کیوں پڑتے ہو؟ کیا وساوس آنے سے ہمارا اجر گھٹتا ہے؟ بلکہ اس سے ہمیں ناز نہیں ہوتا، عبدیت اور بندگی پیدا ہوتی ہے کہ ہائے ہماری کیا نماز ہے! شرمندگی ہوتی ہے اور ہم استغفار کرتے ہیں۔

اختیاری اور غیر اختیاری اعمال

لہٰذا جو کام آپ کے اختیار میں ہے آپ صرف اسی کے مکلف ہیں اور جو آپ کے اختیار میں نہیں ہے اس کے بارے میں آپ سے پوچھ نہیں ہوگی۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے تصوف کے سارے مسائل دو جملوں میں بتا دیے، اختیاری اور غیر اختیاری یعنی اچھے یا برے جو کام کرنا آپ کے اختیار میں ہیں اور آپ نے وہ کام کرلیے تو اس پر گناہ یا ثواب کا فیصلہ ہوتا ہے اور

[۱۵] مرقاۃ المفاتیح: ۱۳۷/۲، باب فی الوسوسۃ، دار الفکر، بیروت

جو کام آپ کے اختیار میں نہیں ہیں ان پر نہ کوئی پکڑ ہے نہ کوئی اجر۔ مثلاً خواب میں حج یا عمرہ کر لیا یا نماز پڑھ لی تو اس پر کوئی ثواب نہیں ملے گا۔ اسی طرح اگر خواب میں کوئی گناہ کر لیا تو اس پر کوئی سزا نہیں ملے گی، کیوں کہ خواب میں آدمی جو کچھ دیکھتا یا کرتا ہے وہ اپنے اختیار سے نہیں کرتا۔

نماز میں انگلیوں کی ہئیت

اس وقت ایک سنت اچانک یاد آگئی۔ نماز کی حالت میں انگلیاں کیسی رہنی چاہئیں؟ تکبیر تحریمہ کہتے وقت یعنی نماز شروع کرنے کے لیے ہاتھ کانوں تک اٹھاتے وقت ہتھیلیاں کعبہ شریف کی طرف ہوں اور انگلیاں بالکل سیدھی ہوں اور ملی ہوئی نہ ہوں **یَتْرُکُ عَلٰی حَالٍ** ان کو ان کی حالت پر چھوڑ دو۔ ایسے ہی ہاتھ باندھتے وقت ناف کے نیچے دائیں ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی کلائی پر رکھ کر دائیں ہاتھ کی چھنگلی اور انگوٹھے کو آپس میں ملا لیا اور تین انگلیاں کلائی پر رکھ دیں۔

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پوری نماز میں ایک جگہ انگلیوں کو پھیلانا سنت ہے اور ایک جگہ انگلیوں کو ملانا سنت ہے۔ رکوع میں انگلیوں کو پھیلانا سنت ہے اور سجدے کی حالت میں انگلیوں کو ملا کے رکھنا سنت ہے۔ اس طرح سنت کے ساتھ نماز پڑھیے، سنت کے ساتھ وضو کیجیے، سنت کے ساتھ کھانا کھائیے۔

کھانا کھانے کی سنتیں

ہمارے معاشرے میں اچھے خاصے دیندار نظر آنے والے بھی اگر کسی کو دعوت میں انگلیوں سے پلیٹ چاٹ کر صاف کرتا دیکھ لیں تو کہتے ہیں کہ صاحب کیا غضب کر دیا، یہ پلیٹ اور انگلیاں کیوں چاٹیں؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص کھانے کے برتن کو چاٹ کر صاف کرتا ہے تو برتن اس کو دعا دیتا ہے۔ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے شامی جلد اوّل میں عبارت بھی نقل کی ہے کہ پیالہ یہ دعا دیتا ہے **اَللّٰھُمَّ اَعۡتِقۡهُ مِنَ النَّارِ کَمَا اَعۡتَقَنِیۡ مِنَ الشَّیۡطَانِ**[۱۶]

[۱۶] الترغیب فی فضائل الاعمال: ۱/۱۵۷ (۵۴۶)، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

خدا تجھے دوزخ سے آزادی دے جیسے تو نے مجھے شیطان سے نجات دلائی۔ اگر پلیٹ بغیر چاٹے چھوڑ دیتے تو اسے شیطان چاٹتا۔

ایک مرتبہ ایک صحابی حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ ایک بادشاہ کے دربار میں مسلمانوں کے سفیر کی حیثیت سے گئے۔ کھانے کے وقت بادشاہ کے دستر خوان پر بیٹھے تو ان کے ہاتھ سے لقمہ گر گیا، وہ اٹھا کر کھانے لگے تو برابر بیٹھے ہوئے ایک ساتھی نے کہا ایسا نہ کریں ورنہ بادشاہ اور اس کے وزیر یہ کہیں گے کہ مسلمان قوم کو کھانا نہیں ملتا؟ حضرت حذیفہ بن یمان نے کہا اَاَتْرُكُ سُنَّةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ لِهٰؤُلَاءِ الْحُمَقَاءِ کیا میں ان بے وقوفوں کی وجہ سے اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو چھوڑ دوں؟ اگر وہ اعتراض کریں تو ان کو سمجھا دو کہ یہ اللہ تعالیٰ کی سرکاری غذا ہے، اگر وہ دس دن تمہیں کھانا نہ دیں تو پھر دیکھنا تمہاری ساری اکڑ کہاں چلی جاتی ہے۔

نعمتِ رزق کی قدر کریں

دوستو! آج ہمارا کیا حال ہے؟ انگلی چاٹنے والے کو حقیر سمجھا جاتا ہے، اگر دس دن کھانے کو نہ ملے تو کھانا سونگھنے سے طاقت حاصل کرنے کی کوشش کرو گے کہ کسی ہوٹل کے قریب سے گزر جائیں تو کھانے کی خوشبو سونگھ لیں، بھلے کھانے کو نہ ملے۔ تو کھانے کے ذرّے ذرّے کو سرکاری نعمت سمجھو، خدا کی نعمت سمجھو۔

ایک مرتبہ جہاد میں صحابہ کھجوریں کھا کر جہاد کر رہے تھے۔ جب کھجوروں کا ذخیرہ ختم ہونے لگا تو ایک ایک کھجور کھا کر جہاد کرنے لگے۔ اور جب وہ بھی ختم ہوگئی تو گٹھلی چوس کر لڑتے تھے۔ جب تابعین کا زمانہ آیا تو ایک تابعی نے پوچھا کہ آپ لوگ گٹھلی چوستے تھے تو اس سے کیا طاقت ملتی تھی؟ صحابی نے کہا کہ جب وہ گٹھلی بھی ختم ہوگئی تب معلوم ہوا کہ اس گٹھلی سے کیا طاقت ملتی تھی۔

حکیم الامت مجدد الملت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے ریل کے سفر میں ایک مسٹر سے گوشت کی ایک بوٹی گر گئی، اور وہ تھا مسلمان، اس نے بوٹ سے دھکا دے کر اس بوٹی کو سیٹ کے نیچے کر دیا۔ حضرت نے فرمایا کہ خواجہ صاحب اس بوٹی کو دھو کر لاؤ میں

کھالوں گا۔ خواجہ صاحب نے کہا کہ اگر اجازت ہو تو میں کھالوں؟ حضرت نے کہا کہ بہت اچھی بات ہے، آپ کھالیں۔ بس اس بوٹی کا کھانا تھا کہ ان کو ہمیشہ کے لیے ہدایت ہوگئی۔

نظر کی حفاظت کریں

تو نظر اللہ پر رکھو، عاجز مخلوق کو خوش کر کے قادرِ مطلق کو ناراض نہ کرو۔ چپڑاسی کو خوش کرنا اور کمشنر کو ناراض کرنا دنیا میں بھی بے وقوفی سمجھی جاتی ہے۔ چوکیدار یا کانسٹیبل کو خوش کرنا اور تھانے دار اور ڈی آئی جی کو ناراض کرنا کیا یہ عقل مندی ہے۔ ایک صاحب نے مجھ سے کہا کہ اگر میں نظر نیچی کر کے باتیں کروں گا تو ٹکٹ دینے والی کہے گی کہ یہ کیسا مُلّا ہے، اس کو کیا ہوگیا ہے؟ میں نے کہا کہ بس تم اللہ پر نظر رکھو، نگاہ کو جتنا ہوسکے اس سے بچاؤ۔ اگر ٹکٹ لینے کی ضرورت پیش آجائے اور وہاں ٹکٹ دینے کے لیے عورت ہو تو اپنی نگاہ کو گہری مت ڈالو، سطحی نظر ڈالو۔ دیکھو نگاہ کی دو قسمیں ہوتی ہیں: ایک گہری نظر سے دیکھنا اور ایک سرسری نظر سے دیکھنا۔ تو سرسری نظر ڈالو۔ اگر آپ کو ٹکٹ لینا ہے، پیسہ لینا دینا ہے تو تھوڑی بہت نظر تو پڑسکتی ہے، مگر اسے سرسری رکھو، مَا اسْتَطَعْتُمْ جتنا تم سے ہوسکے اتنا بچو۔ پھر بھی اگر نفس کچھ حرام لذّت چرالے تو اللہ سے استغفار کرلو کہ اے خدا میں نے کوشش کی لیکن مجھ سے کوشش کا حق ادا نہیں ہوا، میرے نفس نے آپ کو ناراض کر کے جن حرام لذتوں کو درآمد کیا ہے اور اس لذت کے عوض میں آپ کے قہر و غضب کو خریدا ہے تو یہ سودا مہنگا ہے، آپ اپنی رحمت سے ہم کو رُسوا نہ فرمائیے۔ تو اللہ سے معافی مانگ لو۔ جب نماز جیسی نیکی اور عبادت کرنے کے بعد استغفار کرنے کا حکم ہے تو گناہوں پر استغفار کرنا تو اور بھی زیادہ ضروری ہے۔ ایک عالم نے حضرت تھانوی کو خط لکھا کہ مجھ سے نگاہ نہیں بچتی، میں دیکھنے پر مجبور ہوجاتا ہوں۔ حضرت نے جواب میں لکھا کہ مولانا قدرت ضدین سے متعلق ہوتی ہے، جس کو نگاہ اٹھانے کی طاقت ہوتی ہے اس کو نگاہ نیچے کرنے کی بھی طاقت ہوتی ہے۔ اگر ایک شخص کو ہاتھ اٹھانے کی طاقت ہے مگر نیچے لانے کی طاقت نہیں ہے تو اس کو یہ نہیں کہا جائے گا کہ اس کو ہاتھ اٹھانے کی طاقت ہے۔ جس فعل کو کرنے یا نہ کرنے دونوں کی طاقت ہو اسی کا نام قدرت ہے۔ لہٰذا اگر تمہیں دیکھنے کی طاقت ہے تو نہ دیکھنے کی طاقت بھی ہے، لہٰذا اس طاقت کو استعمال کرو، بہانے بازی نہ کرو۔

گھر میں داخل ہوتے وقت کی سنت

تو میں عرض کر رہا تھا کہ اپنے سونے جاگنے میں سنتوں پر عمل کی فکر کریں۔ مسلم شریف کی روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب کوئی گھر میں داخل ہوتے وقت بسم اللہ پڑھ لیتا ہے تو شیطان اپنے تمام لشکر اور فوج میں اعلان کرتا ہے لَا مَبِیْتَ لَکُمْ تمہیں یہاں رہنے کا ٹھکانہ نہیں مل سکتا کیوں کہ اس نے بسم اللہ پڑھ لیا ہے، اللہ کا نام لے لیا ہے، جاؤ دوسرا گھر تلاش کرو۔ اور جب کھانے کے وقت بسم اللہ پڑھ لی تو شیطان کہتا ہے کہ یہاں کھانا بھی نہیں ملے گا۔ اور اگر کوئی مسلمان ان دونوں سنتوں پر عمل کرنا بھول گیا تو شیطان اعلان کرتا ہے، اس کے قدرتی لاؤڈ اسپیکر بھی لگا ہوا ہے اور وہ سمندر پر اپنا تخت بچھاتا ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ ابلیس اپنا تخت پانی پر بچھاتا ہے اور وہیں سے اپنے چیلوں کے لیے اعلان کرتا رہتا ہے کہ ارے جاؤ دیکھو فلاں مسلمان گھر میں داخل ہوا ہے اور اس نے بسم اللہ نہیں پڑھی ہے، سب شیطان اس کے گھر میں گھس جاؤ اور آرام سے رہو اور اگر وہ بسم اللہ پڑھ کر کھانا نہ کھائے تو اس کا کھانا بھی کھاؤ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ شیطان یہ کہتا ہے اَدْرَکْتُمُ الْمَبِیْتَ وَالْعَشَاءَ[۱۷] تمہیں رہنے کا ٹھکانہ بھی مل گیا ہے اور عشائیہ یعنی رات کا کھانا بھی مل گیا۔

ابلیس کی سب سے بڑی کامیابی

آپ حضرات کی برکت سے مسلم شریف کی ایک روایت یاد آگئی کہ ابلیس اپنے تمام لشکر والوں کو ساری دنیا میں پھیلا دیتا ہے کہ جاؤ سب کو بہکاؤ، پھر اس کے بعد سب سے رپورٹ طلب کرتا ہے۔ ہر شیطان آکر اس کو رپورٹ دیتا ہے، کوئی کہتا ہے کہ آج میں نے فلاں کی نماز چھڑوا دی، کوئی کچھ کہتا ہے، کوئی کچھ، مگر شیطان کسی سے خوش نہیں ہوتا، کہتا ہے کہ تم نے کوئی خاص کام نہیں کیا۔ اس کے بعد ایک شیطان آکر کہتا ہے کہ میں نے آج میاں بیوی میں جھگڑا کرا دیا، دونوں آپس میں خوب لڑے حَتّٰی فَرَّقْتُ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ امْرَاَتِہٖ یہاں تک کہ جدائی کی نوبت آگئی۔ ابلیس کہتا ہے نِعْمَ اَنْتَ ارے تم تو میرے بہت اچھے

[۱۷] صحیح مسلم: ۱۷۱/۲، باب آداب الطعام والشراب واحکامھا، ایچ ایم سعید

مرید ہو، بہت اچھے چیلے ہو، تم نے اپنے گرو کا اچھا حق ادا کیا ہے، نِعْمَ اَنْتَ تو بہت اچھا ہے۔ دوسری روایت میں ہے فَیَلْتَزِمُہٗ[۱۸] ابلیس اپنے اس شاگرد کو سینے سے لگالیتا ہے، اس کی پیٹھ ٹھونکتا، خوب شاباشی دیتا ہے۔ لہٰذا جن کی شادیاں ہوگئی ہیں وہ اس حدیث کو یاد رکھیں کہ کہیں ابلیس کا چیلا ہماری بیویوں سے ہماری لڑائی کرا کے ہمارا نام بھی شیطان کے سامنے نہ لے لے۔

تصوف کی حقیقت

اس زمانے میں یہ دیکھا جارہا ہے کہ تسبیح تو ایک ہزار دانے کی پڑھ رہے ہیں مگر ماں باپ سے لڑرہے ہیں، ان سے بدتمیزی کررہے ہیں، بھائیوں کے حقوق مار رہے ہیں، جو ڈیوٹی دی گئی ہے اس کے اندر خیانت کرتے ہیں، حقوق العباد کا ذرا بھی خیال نہیں کرتے، اپنے جذبات اور نفس کی ناجائز خواہشات پر جہاں چاہا جیسا نفس نے کہا عمل کرلیتے ہیں۔ معاذ اللہ کیا یہ ہی تصوف ہے؟

میرے دوستو اصل تصوف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے بھی قوی اور صحیح تعلق ہوجائے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی قوی اور صحیح تعلق ہوجائے۔ اللہ تعالیٰ سے صحیح تعلق قائم ہونے کا معیار یہ ہے کہ ان کے احکام بجالانے اور ان کی نافرمانی سے بچنے کی توفیق ہوجائے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح اور قوی تعلق یہ ہے کہ حضور کی سنتوں کو سیکھیں اور سنتوں پر چلنے کی نعمت کو سعادت سمجھیں۔ اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی محبت پیدا ہوتی ہے۔ ہمارا دین چوبیس گھنٹے کا دین ہے۔ اللہ کا اصل غلام چوبیس گھنٹے ان کا غلام ہے، مرتے دم تک ان کا غلام ہے، بلکہ مرنے کے بعد جنت میں بھی ان کا غلام رہے گا، کسی بھی حال میں، کسی بھی جہاں میں ہم اللہ کی غلامی کے دائرے سے باہر نہیں نکل سکتے۔ باقی لوگوں کا تصوف تو مسجدوں میں ہے اور رات کو تہجد کے وقت میں ہے، اس کے بعد کچھ پتا نہیں کہ کیا کرنا ہے، لیکن تہجد اور ذکر بے کار نہیں ہے، اسی سے روح میں طاقت آئے گی۔ لیکن اس طاقت کو اللہ کے حکموں پر اور سنتوں پر عمل کرنے کے لیے استعمال کریں۔

---

[۱۸] صحیح مسلم: ۳۷۶/۲، باب تحریش الشیطان وبعثہ سرایاہ، ایچ ایم سعید

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَ ذَكَرَ اللهَ كَثِيْرًا[۱۹]

میرے نبی کی سنتوں پر چلنے والے وہی لوگ ہیں جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر یقین رکھتے ہیں اور اللہ کو خوب یاد کرتے ہیں۔ جب اللہ کی یاد کثرت سے کریں گے تو حضور کی محبت بھی دل میں آئے گی۔

جوتے اور لباس پہننے کی سنتیں

اب جوتا پہننے کی کیا سنت ہے؟ ہم لوگ دن میں کتنی دفعہ جوتا پہنتے ہیں، اگر اپنی طبیعت سے پہنیں گے یعنی جب دل چاہا پہلے داہنے پیر میں جوتا پہن لیا، اور جب جی چاہا بایاں پیر پہلے داخل کر لیا تو اتباعِ سنت نہ ہونے کی وجہ سے اجر و ثواب نہیں ملے گا۔ ارے کسی عالم سے پوچھ لو، سنت کی کتاب دیکھ لو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں کیا فرمایا ہے۔ بخاری کی روایت ہے اِذَا انْتَعَلَ اَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَاْ بِالْيَمِيْنِ وَاِذَا نَزَعَ فَلْيَبْدَاْ بِالشِّمَالِ لِتَكُنِ الْيُمْنٰى اَوَّلَهُمَا تُنْعَلُ وَ اٰخِرَهُمَا تُنْزَعُ[۲۰] جب تم میں سے کوئی جوتا پہنے تو پہلے داہنے پیر میں پہنے اور جب اتارے تو پہلے بائیں پیر سے اتارے۔ ایسے ہی جو لباس بھی پہنیں چاہے صدری ہو، کرتا ہو، شلوار یا پاجامہ ہو تو پہلے داہنے پیر سے پہنیں۔ یہ سب چیزیں سنتیں ہیں، ہمارے دین کا حصہ ہیں، اگر ان پر عمل کرو گے تو بہت جلد صاحبِ نسبت ہو جاؤ گے۔

دل کی اصلاح کا نام تصوف ہے

میں نے اپنے ایک دوست سے عرض کیا کہ یہ جو ہم سے گناہ ہو جاتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے دل کا قبلہ درست نہیں ہے۔ ہم اللہ والوں کے جو غلام بنتے ہیں اس کی وجہ یہ ہی

[۱۹] الاحزاب:۲۱

[۲۰] صحیح البخاری:۲/۸۷۰(۵۸۶٦)، باب یبدأ بانتعال الیمنی، المکتبۃ المظہریۃ

ہے کہ ہمارے بزرگ ہمارے دل کا قبلہ درست کر دیتے ہیں جس کی وجہ سے گناہوں سے بچنا آسان ہو جاتا ہے۔ دل اگر اللہ کی طرف رہے گا تو ہماری آنکھیں کبھی کسی غیر محرم عورت کی طرف نہیں اُٹھ سکتیں۔ آپ تجربہ کر کے دیکھ لیں کہ جو شخص کسی عورت کو بری نظر سے دیکھ رہا ہے کیا اس کا دل خدا سے پھرا ہوا نہیں ہے؟ پہلے دل کا منہ خدا سے پھرتا ہے پھر ہمارا منہ پھرتا ہے۔ ہمارا منہ اور ہماری آنکھیں ہمارے دل کے منہ اور دل کی آنکھ کے تابع ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تمہارے جسم میں ایک لوتھڑا ہے، **اِذَا صَلُحَتْ صَلُحَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ** [۲۱] اگر وہ درست ہو جائے، اس کا قبلہ درست ہو جائے، دل اللہ والا ہو جائے تو پھر تمہاری آنکھیں بھی اللہ والی ہو جائیں گی، کان بھی اللہ والے ہو جائیں گے، زبان بھی اللہ والی ہو جائے گی پھر چہرہ کبھی اِدھر اُدھر نہیں پھر سکتا۔ یہ جو ہمارا چہرہ اِدھر اُدھر پھرتا ہے تو پہلے منہ نہیں پھرتا، پہلے دل خدا سے پھرتا ہے۔ میں نے اپنے دوست سے یہ عرض کیا تو وہ رونے لگے کہ واقعی پہلے ہمارا دل خدا سے پھرتا ہے تب یہ آنکھیں خدا سے پھرتی ہیں۔

دل جسم کا بادشاہ ہے، ہیڈ کوارٹر ہے، جب ہیڈ کوارٹر پر اٹیک ہو جائے گا، مرکز خراب ہو جائے گا تو کیا سلطنت چل سکتی ہے؟ قلب اسلام آباد ہے، مرکز ہے، ہیڈ کوارٹر ہے، اس کی حفاظت کی فکر کرو کہ ہمارا دل خدا سے غافل نہ ہو، یہ اللہ سے نہ پھرنے پائے، اللہ والے اسی دل پر محنت کراتے ہیں، یہ جو ذکر بتایا جاتا ہے اور یہ جو خانقاہوں میں لوگ آئے ہوئے ہیں اس کا مقصد یہ ہی ہے کہ دل بن جائے، مگر دل کیسے بنتا ہے یہ بھی سن لیں۔ خواجہ عزیز الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے، کیا پیارا شعر فرماتے ہیں؎

آئینہ بنتا ہے رگڑے لاکھ جب کھاتا ہے دل
کچھ نہ پوچھو دل بہت مشکل سے بن پاتا ہے دل

اللہ کے نام کی قدر و منزلت

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ذکر بے لذّت میں بھی معیتِ حق کا

---

[۲۱] صحیح البخاری: ۱/۱۳ (۵۲)، باب فضل من استبرأ لدینہ، المکتبۃ المظہریۃ

انکشاف ہو جاتا ہے۔ میں اس کی شرح کرتا ہوں کہ معیتِ حق سے کیا مراد ہے؟ اللہ کا تعلق دل ایسے محسوس کرنے لگے جیسے اللہ والوں کا دل محسوس کرتا ہے۔ حکیم الامت فرماتے ہیں کہ ذکر بے لذت سے بھی یہ مقام حاصل ہو جاتا ہے کیوں کہ لذت اختیار میں نہیں ہے، ہمارا کام تو بس ان کا نام لینا ہے۔

ایک شخص نے حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے شکایت کی کہ حضرت ذکر تو کرتا ہوں مگر کچھ فائدہ معلوم نہیں ہوتا۔ حضرت نے جواب میں لکھا کہ ارے ظالم کیا اللہ کا نام لینا فائدے سے خالی ہے؟ تجھے اس کی قدر معلوم نہیں ہے، تو اپنے مالک کا نام لیتا ہے اور پھر فائدہ پوچھتا ہے۔ کیا یہ ہی کم انعام ہے کہ ہم ان کا نام لیتے ہیں۔

ایک بزرگ نے عجیب بات لکھی کہ اگر دل حاضر نہیں ہے، دل میں وسوسہ آتا ہے، آپ نے جیسے ہی ہاتھ میں تسبیح لی اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کہا اسی وقت دل میں خیالات آنا شروع ہو گئے کہ مارکیٹ جانا ہے، سبزی منڈی جانا ہے، مکھن خریدنا ہے، انڈے خریدنے ہیں۔ تو جب ذکر ختم ہو جائے تو تم اللہ سے یہ کہہ دو کہ یا اللہ کو میری نالائقی کی وجہ سے میرا دل حاضر نہیں تھا بلکہ میں تو اس قابل بھی نہیں تھا کہ میری زبان سے آپ کا نام نکلے۔

ہزار بار بشویم دہن بہ مشک و گلاب
ہنوز نام تو گفتن کمالِ بے ادبیست

اے اللہ! اگر میں ہزار مرتبہ اپنے منہ کو مشک اور گلاب کے پانی سے دھولوں اس وقت بھی آپ کا نام لینا کمالِ بے ادبی ہے۔ وہ اللہ پاک اپنا نام لینے کی توفیق دے رہا ہے تو اس کا شکر ادا کرو کہ زبان سے آپ کا نام تو نکلا، یا اللہ ہمارے ایک عضو سے تو آپ کا نام نکلا۔ ان شاء اللہ پھر دل بھی حاضر ہونے لگے گا۔

گناہ صحبتِ اہل اللہ ہی سے چھوٹتے ہیں

بزرگوں کی دعاؤں کی برکت سے کل ایک عجیب بات اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالی تاکہ کوئی اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ کل میں نے اللہ کے فضل پر ایک بات عرض کی تھی کہ دیکھو جن کے اندر بری بری عادتیں ہیں، وہ انہیں چھوڑنا چاہتے ہیں مگر

چھوٹتی نہیں ہیں تو وہ اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہوں، اللہ والوں کے پاس آنا جانا رکھیں اور ذکر اللہ نہ چھوڑیں، اگر برائی نہیں چھوٹتی تو ذکر اللہ بھی نہ چھوڑیں۔ یہ جملہ یاد رکھیں، یہ بہت بڑی نالائقی ہے، انتہائی حماقت ہے کہ ہم اچھی چیز تو چھوڑ دیں اور برائی کو نہ چھوڑیں۔ لوگ یہ کہہ کر ذکر چھوڑ دیتے ہیں کہ جب گناہ نہیں چھوٹتے تو ہمارا ذکر کرنا بے کار ہے۔ کیوں صاحب چھوڑنے والی چیز کو نہ چھوڑا اور اپنے مالک کو چھوڑ دیا۔ بقول مولانا رومی ؎

اے کہ صبرت نیست از فرزند وزن
صبر چوں داری ز رب ذوالمنن

اے دنیا والو! تمہیں اپنی بیوی بچوں سے جدائی پر تو صبر نہیں آتا مگر تم اللہ سے دوری پر صبر کر لیتے ہو۔ کیا اللہ ہی رہ گئے ہیں کہ ان کو چھوڑ دیا جائے۔ ذکر اللہ پر دوام اور اللہ والوں کے پاس آنا جانا رکھو ان شاء اللہ آخر میں خاتمہ اچھا ہو گا۔ اگر فی الحال گناہ نہیں چھوٹتے تو بھی آپ فکر نہ کریں، ان شاء اللہ آہستہ آہستہ وہ بھی چھوٹ جائیں گے، بس اپنے کام میں لگے رہیں یعنی شیخ کا بتایا ہوا ذکر کرتے رہیں۔

ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع کی گئی کہ ایک شخص نماز بھی پڑھتا ہے اور چوری بھی کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس کی نماز اس پر غالب آجائے گی۔ حکیم الامت اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ جو لوگ نیکیاں کر رہے ہیں مگر ان سے کچھ گناہ بھی ہوتے رہتے ہیں تو بھی وہ مایوس نہ ہوں، ان شاء اللہ خاتمہ توبہ کے ساتھ ہو گا، خاتمہ اچھا ہو گا، ایک دن ان کی نیکیاں ان پر غالب آجائیں گی۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ تو یہاں تک فرماتے ہیں کہ جو لوگ اللہ کے راستے میں ٹوٹی پھوٹی محنتوں سے لگے ہوئے ہیں اگرچہ دنیا میں ان کو اپنی بیوی اور کاروبار کی محبت غالب معلوم ہوتی ہے لیکن جب روح نکلنے لگی گی تو ان کی روح پر اللہ اپنی محبت کو غالب کر کے پھر ان کی روح نکالے گا یعنی خاتمہ اچھا ہو گا۔ بس اپنی کوشش میں لگے رہو۔

اللہ کے فضل پر ایک عاشقانہ مضمون

کل یہ بات دل میں آئی تھی کہ یہ جو خون ہے یہ ناپاک چیز ہے، اگر نکل جائے تو وضو

ٹوٹ جاتا ہے لیکن ہرن کے خون کو اللہ تعالیٰ حکم دیتے ہیں کہ تم اس کی ناف میں مشک بن جاؤ۔ اب جنگل میں ایک ہزار ہرن ہیں مگر سب کی ناف میں مشک نہیں ہے، خدا کے حکم سے مشک بنتا ہے، ایسا نہیں ہے کہ ہرن خود مشک بنالے، یہ خدا کا فیصلہ ہوتا ہے کہ اے خون کے قطرات تم فلاں ہرن کی ناف میں پہنچ کر مشک بن جاؤ، حکمِ الٰہی سے وہ مشک بنتا ہے اور خوشبو دیتا ہے۔ وہ ہرن کہ جس کے اندر ناپاک خون اور گندگی بھری ہوئی ہے لیکن خدا تعالیٰ ان گندگیوں کے ہوتے ہوئے اس کی ناف میں مشک پیدا کرتا ہے، جو ہزاروں روپے تولہ کے حساب سے بکتا ہے اور جس کا دل ڈوب رہا ہو، اختلاج ہو رہا ہو، وہ مشک کی دوا کھاتا ہے تو دل میں طاقت آجاتی ہے۔

جو اللہ ناپاک اور بدبودار خون کو حکم دے کر خوشبودار اور پاکیزہ مشک بنا دیتا ہے وہی اللہ قادر ہے کہ ہمارے دلوں میں گندے اعمال اور گندے اخلاق کے ہوتے ہوئے بھی اس پر نگاہِ کرم ڈال دے، ہمارے اُجڑے ہوئے اور گناہ پسند دل میں تقویٰ کی خوشبو کا مشک پیدا کردے۔ جب اللہ کا فضل ہو گیا اور جس دل میں اللہ اپنی محبت کا ایک ذرّہ داخل کر دیتا ہے اور اسے اپنی محبت کا مشک بنا دیتا ہے پھر اس کے منہ سے مشک کی طرح خوشبودار باتیں نکلتی ہیں اور سارے عالم میں اس کے درد بھرے دل کی خوشبو پھیلنے لگتی ہے، خدائے تعالیٰ کی محبت نشر ہونے لگتی ہے۔ حالاں کہ یہ وہی شخص تھا جس پر لوگ ہنستے تھے۔

مولانا شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ تل کے تیل کی کچھ بھی قیمت نہیں تھی، لیکن جب تل کچھ دن گلاب کے پھول کی صحبت میں رہے اور پھر ان سے تیل نکالا تو اس کا نام روغنِ گل ہو گیا، نام بھی بدل گیا اور دام بھی بدل گیا۔ یہ میرے شیخ کے الفاظ ہیں کہ دیکھو تلی کے تیل نے گلاب کے پھول کی صحبت اُٹھائی تو اس کا نام بھی بدل گیا۔ مولانا رومی فرماتے ہیں کہ اب اسے تل کا تیل کہنا جائز نہیں ہے، یہ گستاخی ہوگی، اب اس کو روغنِ گل کہو، اب اس کا نام بھی بدل گیا اور دام بھی بدل گیا۔

انسان کی قدر و قیمت اعمالِ شریعت سے بڑھتی ہے

دوستو! اپنی قیمت بنالو، سڑنے گلنے والی، خاک ہونے والی لاشوں پر اگر ساری زندگی گزار دی تو جب آنکھیں بند ہوں گی، قبر میں جاؤ گے تب معلوم ہوگا کہ مٹی پلید ہوگئی۔ ہماری

مٹی کی کوئی قیمت نہیں ہے، اس مٹی کی قیمت مٹی پر فدا ہونے سے نہیں ہوتی، مٹی کے مکان بنالینے سے، مٹی کے ساتھ محبت کرلینے سے، مٹی کا لباس، مٹی کا کباب، مٹی کی بریانی، سب مٹی ہے۔ مٹی سے مٹی کی قیمت نہیں ہوتی جب تک کہ خدائے تعالیٰ کی ذات سے تعلق قائم نہ ہو۔ اللہ کی رضا ہو اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا ہو پھر دیکھو اپنی قیمت۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غزوہ میں قریش کے چند لوگوں کو دنبے اور بکریاں دے دیں تو شیطان نے انسان کی شکل میں آکر انصار مدینہ سے کہا کہ دیکھو حضور میں اب بھی اپنے وطن مکہ کی محبت زیادہ ہے، مکہ والوں کو خوب دیا اور تم لوگوں کو نہیں دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی اس کی اطلاع ہوگئی۔ آپ نے سب کو بلایا اور ایسا خطبہ دیا کہ صحابہ کے آنسو ان کی داڑھی سے ٹپک رہے تھے۔ وہ خطبہ اتنی تاثیر والا تھا اور کیوں نہ ہوتا، خطبہ تھا کس کا؟ نبوت کے زبان میں تاثیر نہیں ہوگی تو پھر کس کی زبان میں تاثیر ہوگی؟ اگر لسانِ نبوت میں اثر نہ ہوگا تو کس کی زبان میں اثر ہوگا؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے لوگو! میں نے قریش کے کچھ لوگوں کو جو نومسلم تھے، ان نئے اسلام لانے والوں کا دل خوش کرنے کے لیے اور اللہ کی رضا کے لیے کیوں کہ اللہ کا حکم ہے، قرآن پاک کی آیت ہے **وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ**[۲۲] تو میں نے اس وحیِ الٰہی پر عمل کیا ہے۔ ان نومسلموں کا دل خوش کرنے کے لیے انہیں کچھ دنیاوی چیزیں دے دیں اور تمھیں نہیں دیں۔ لیکن اے انصارِ مدینہ یاد رکھو، جب یہاں سے لوگ اپنے اپنے علاقوں کو روانہ ہوں گے تو باقی لوگ تو اپنے ساتھ بکریاں اور اونٹ لے کر جائیں گے مگر تم خدا کے رسول کو اپنے ساتھ مدینہ لے جاؤ گے۔[۲۳] بتاؤ تم زیادہ نفع میں ہو یا وہ؟ اللہ کا رسول تمہارے ہی ساتھ جیے گا اور تمہارے ہی درمیان اس کی قبر بنے گی۔

تو میرے دوستو جس کے ساتھ خدائے تعالیٰ ہے، جس کے ساتھ اللہ کے رسول کی رضا ہے اس سے بڑھ کر کوئی چیز قیمتی نہیں ہے۔ واللہ، اختر کہتا ہے، قسم کھاکر کہتا ہے کہ اگر کپڑے میں پیوند لگے ہوں، جھونپڑی میں ہے اور مکان نہیں بن سکا لیکن اگر اس کے ساتھ

[۲۲] التوبة:۶۰

[۲۳] صحیح البخاری:۲/۶۲۰(۴۳۳۶)،باب غزوة الطائف،المکتبة المظهرية

اللہ کی رضا ہے تو اس سے بڑھ کر کون قیمتی ہو سکتا ہے۔ میرے شیخ مولانا شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے لالوکھیت میں ایک جھونپڑی سے گزرتے ہوئے فرمایا کہ اختر اس جھونپڑی پر بھی سورج نکلتا ہے اور ڈوبتا ہے، زندگی اس کی بھی گزر جائے گی، لیکن اگر یہ اللہ والا ہو جائے تو اس کو بڑے بڑے بنگلے والے سلام کریں گے۔ اب اس کے لیے ایک اور مثال پیش کرتا ہوں۔ نبیِ وقت ایک چھوٹے سے حجرے میں رہتے تھے، اتنا چھوٹا حجرہ تھا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کرتے تھے تو مائی عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے پیر سمیٹ لیتی تھیں پھر سجدے کی جگہ نکلتی تھی۔ آج ہم کہتے ہیں کہ ہمارا پلاٹ چھوٹا ہے، بس اپنے دل کا پلاٹ ٹھیک کر لو۔

اللہ کی محبت کا مزہ بے مثل اور غیر فانی ہے

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

در فراقِ عرصۂ آں پاکِ جاں
تنگ آید عرصۂ ہفت آسماں

اللہ کے بندے وہ اولیاء اللہ ہیں جن کی پاک جانوں میں اللہ نے اپنے قرب کی دولت دے کر ان کے دل کو اتنا وسیع کر دیا کہ ساتوں آسمان کی لمبائی چوڑائی ان کے سامنے تنگ پڑ گئی یعنی ان کے دل کی وسعت کے مقابلے میں ساتوں آسمان چھوٹے پڑ گئے ؎

تو نے جہاں بدل دیا آ کے میری نگاہ میں

جس کی نگاہ میں خدا آجاتا ہے اس کو دنیا اور زمین و آسمان اور نظر آتے ہیں یہ معمولی چیز عرض نہیں کر رہا ہوں، یہ وہ نعمت ہے جس پر مُلّا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی قسم کھائی ہے ؎

صفتِ بادۂ عشقش ز من مست مپرس
ذوقِ ایں مے نہ شناسی بخدا تا نہ چشی

خدا کے عشق کی جس شراب سے میں مست ہوں اس کی لذت کو نہ پوچھو، خدا کی قسم! اللہ کی محبت کی لذت کو نہیں سمجھ سکتے جب تک اسے چکھ نہ لو۔ ورنہ تو یہی سمجھو گے کہ یہ لوگ ایسی ہی افسانوی باتیں کرتے رہتے ہیں۔ اسی لیے حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

چو حافظ گشت بے خود کے شمارد
بیک جو مملکت کاؤس و کے را

جب حافظ شیرازی کے دل پر اللہ تعالیٰ کی محبت کا کوئی جھونکا آجاتا ہے، دل میں ان کی محبت کی مٹھاس عرشِ اعظم سے درآمد ہوتی ہے تو ایران کی دو بڑی سلطنتیں ''کاؤس'' اور ''کے'' کو ایک جو کے عوض بھی خریدنے کو دل نہیں چاہتا۔

عشقِ مجازی عارضی اور فانی ہے

تو دوستو کن لذتوں میں پڑے ہوئے ہو؟ یہ سڑنے گلنے والی لاشیں آج کچھ اور نظر آتی ہیں، جن کی آنکھیں آج تم کو پاگل کرتی ہیں کل بھی یہ ہی آنکھیں ہوں گی مگر ان کی یہ کیفیت نہیں ہوگی۔ دیکھو انسان کا بچپن، جوانی اور بڑھاپا یہ تین زمانے ہیں، ان تینوں زمانوں میں آنکھیں رنگ بدلتی ہیں یا نہیں؟ اس لیے ایسی چیزیں جن کا قائم رکھنا خود ان حسینوں کے اختیار میں نہیں ہے ان چیزوں سے کیا دل لگانا؟ جس نے دنیا سے دل لگایا اس کے لیے حدیث پاک کی روایت ہے اَحۡبِبۡ مَنۡ شِئۡتَ فَاِنَّکَ مُفَارِقُہٗ[۲۴] دنیا میں جس سے چاہو دل لگالو تمہیں ایک دن اس کی جدائی کا غم چکھنا ہے۔ اس لیے حلال جائز محبت پر بھی اللہ کی محبت کو عقلاً غالب رکھنے کی کوشش کرو۔ اور یہ کیسے ہوگا؟ ذکر اللہ کی برکت سے اور اللہ والوں کی صحبت کی برکت سے۔

اللہ کی محبت پیدا کرنے والے تین اعمال

حکیم الامت فرماتے ہیں کہ اللہ کی محبت تین عمل سے پیدا ہوتی ہے۔ ایک تو اللہ کا ذکر کرنے سے، اگر کبھی ناغہ ہوجائے تو زیادہ فکر نہ کرو، ذکر کے ناغہ کی قضا نہیں ہے۔ ایک آدمی ہے جو روزانہ ہزار مرتبہ اللہ اللہ کرتا ہے، اگر اس نے دس دن ذکر نہیں کیا، سستی آگئی، تو سوچے گا کہ اب دس ہزار کی قضا کیسے کروں؟ تو ذکر کی قضا نہیں ہے بس استغفار کافی ہے مگر پھر فوراً ذکر شروع کردو۔

---

[۲۴] کنز العمال: ۷/۸۲، (۲۱۳۸۸)، الباب السابع فی صلوٰۃ النوافل، مؤسسۃ الرسالۃ

دوسرا یہ کہ اللہ تعالیٰ کے احسانات کو سوچتے رہو، اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو سوچتے رہو کہ ان کی زمین پر چلتے ہیں، ان کے سورج کی روشنی سے فائدہ اٹھاتے ہیں، ان کی بنائی ہوئی آکسیجن سے سانس لیتے ہیں، ان کے آسمان کے نیچے رہتے ہیں، انہوں نے پہاڑوں کو بنایا، سمندروں کو بنایا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں مسلمان پیدا کیا ورنہ اگر کسی ہندو کے یہاں پیدا کر دیتے تو ہمارا نام رام چندر ہوتا، پتا نہیں اسلام ملتا بھی یا نہیں، اللہ نے ہمیں مسلمان بنانے کے لیے کئی پشتوں کو اسلام دیا، اللہ کی ان نعمتوں کو سوچیں۔

اور تیسرا نسخہ تو غضب کا ہے، جزوِ اعظم ہے کہ کبھی کبھی خدا کے عاشقوں سے بھی مل لیا کرو۔ یہ وہی نعمت ہے جس کو مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ نے شمس الدین تبریزی سے حاصل کیا۔ مشکوٰۃ شریف کی حدیث ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اِنَّ الرَّجُلَ اِذَا خَرَجَ مِنْ بَیْتِہٖ زَائِرًا اَخَاہُ شَیَّعَہٗ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَکٍ کُلُّھُمْ یُصَلُّوْنَ عَلَیْہِ وَیَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اِنَّہٗ وَصَلَ فِیْکَ فَصِلْہُ[۲۵] جب کوئی بندہ اللہ کی محبت کے لیے اللہ کے کسی بندے سے ملنے اپنے گھر سے نکلتا ہے تو ستّر ہزار فرشتے اس کی حفاظت کے لیے اس کے ساتھ چلتے ہیں اور ہر فرشتہ اس کے لیے دعا کرتا ہے۔ اب ذرا مضمونِ دعا بھی سن لیں۔ فرشتے یہ دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب یہ شخص آپ کے لیے جا رہا ہے، آپ کی باتیں سننے کے لیے جا رہا ہے۔ ملا علی قاری مرقاۃ میں وَصَلَ فِیْکَ کی شرح لکھتے ہیں اَیْ لِاَجْلِکَ یعنی یہ بندہ آپ کے محبوب بندے سے محض آپ کے لیے ملنے جا رہا ہے، اس کی کوئی رشتہ داری نہیں ہے، کوئی تجارتی کام نہیں ہے، کوئی دنیاوی غرض نہیں ہے، اے اللہ یہ قرب اس نے محض آپ کے لیے اختیار کیا ہے، آپ کے لیے آپ کے پیارے بندے کے قریب جا رہا ہے، اس کا قرب للہ ہے، آپ اس قرب کو قرب باللہ بنا دیجیے یعنی اس کو اپنا قرب عطا کر دیجیے۔

تو جو لوگ اللہ والوں سے قریب ہوتے ہیں ان کا اللہ کے ساتھ جو قرب ہے وہ ان میں بھی منتقل ہو جاتا ہے اور کچھ دن بعد وہ بھی اللہ والا ہو جاتا ہے۔ اگر یہ سلسلہ نہ چلتا تو اب تک سارے اولیاء اللہ ختم ہو گئے ہوتے۔ لیکن جب ایک ولی کا انتقال ہوتا ہے تو اس کی برکت

۲۵؎ شعب الایمان: ۱/۴۹۳(۹۰۲۴)، قصۃ ابراھیم فی المعانقۃ، دار الکتب العلمیۃ

سے ہزاروں دوسرے ولی پیدا ہو جاتے ہیں۔

تو یہ کتنا زبردست نسخہ ہے کہ فرشتوں کی دعا بھی مل جاتی ہے۔ **فَصِلْهُ** کا مطلب ہے کہ اے اللہ اس کو اپنے ساتھ جوڑ دیجیے۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی شرح میں فرمایا ہے **جَزَآءً وِّفَاقًا** کہ جزا موافقِ عمل ہے[۲۶] چوں کہ اس نے اللہ کے لیے اللہ والوں کا قرب اختیار کیا لہٰذا اس کی جزاء یہ ہی ہے کہ اللہ اس کو اپنا قرب عطا کر دیں گے۔ کیا فرشتوں کی دعا کے بعد ایسے شخص کو اللہ کا قرب عطا نہیں ہو گا؟

صحبتِ اہل اللہ کے فوائد

خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ جب میں تھانہ بھون حاضر ہوا تو میرے قلب میں حسینوں کی محبت کے بت تھے۔ ان کا شعر ہے ؂

آمدہ بودم و توبت در بغل

اے حکیم الامت جب میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا تو میری بغل میں بت تھے یعنی حسینوں کی محبتیں تھیں۔ لیکن جب تھانہ بھون سے واپس آنے لگے تو فرمایا ؂

از در فیضت مسلماں می روم

آج آپ کے فیض سے مسلمان واپس جارہا ہوں۔ دوستو یہ ہوتا ہے اللہ والوں کا فیض۔ خواجہ صاحب کا ایک شعر اور یاد آیا ؂

تو نے مجھ کو کیا سے کیا شوق فراواں کر دیا
پہلے جاں پھر جانِ جاں پھر جانِ جاناں کر دیا

روحانی ترقی آہستہ آہستہ ہی ہوتی ہے۔ انسانی زندگی ایک خواب ہے، ایک بلبلہ ہے، جس نے کمائی کر لی وہ مزے میں رہا۔ ہمارا کھانا، پینا، کاروبار کرنا سب اللہ کی رضا کے مطابق ہو تاکہ ہم اللہ کو راضی کر لیں۔ دنیا خدائے تعالیٰ کی محبت اور رضا حاصل کرنے کی جگہ ہے۔ اگر کپڑے

---

[۲۶] مرقاۃ المفاتیح: ۸/۳۱۴۵، باب الحب فی اللہ ومن اللہ، دار الفکر بیروت

پہنو تو اللہ کا شکر ادا کرو، موٹر پر چڑھو تو یہ نہیں کہ فرعون بن گئے بلکہ یہ کہو **سُبۡحٰنَ الَّذِیۡ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَ مَا کُنَّا لَہٗ مُقۡرِنِیۡنَ، وَ اِنَّاۤ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنۡقَلِبُوۡنَ**[۲۷] اے اللہ تیرا شکر ہے کہ تو نے مجھے یہ سواری دی، ورنہ میں اس قابل نہیں تھا۔ میں تو گدھا گاڑی کے بھی لائق نہیں تھا، اپنے کو قابل نہ سمجھو کہ میں اس قابل تھا تبھی تو اللہ نے سواری دی ہے۔

ہمارا کوئی عمل اس قابل نہیں ہے کہ ہم اپنے کو کسی قابل سمجھیں، جس نے اپنے کو ناقابل سمجھا وہی اللہ کے یہاں قابل رہا اور جس نے اپنے کو قابل سمجھا اللہ کی نظروں میں اس کی کچھ حیثیت نہیں ہوتی۔ حکیم الامت فرماتے ہیں جس نے اپنے کو ذلیل سمجھا خدا کے یہاں عزت والا ہوتا ہے اور جس نے اپنے کو کچھ سمجھا وہ اللہ کی نظروں سے گر جاتا ہے۔

امیدِ مغفرتِ الٰہیہ

اب حجاج بن یوسف کی ایک بات سنا کر مضمون ختم کرتا ہوں، بس ایک دو منٹ کی بات ہے، اس واقعے سے اللہ کی صفتِ مغفرت سے بڑا آسرا پیدا ہوتا ہے۔ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ سناتا ہوں۔ ایک سلسلۂ گفتگو میں فرمایا کہ کسی کو کوئی کیا کہہ سکتا ہے اور کیا سمجھ سکتا ہے۔ حجاج بن یوسف جس کا ظلم مشہور ہے لیکن باوجود اس کے ایک رات میں تین سو رکعات نفل پڑھتا تھا اور جب مرنے لگا تو کہتا ہے کہ اے اللہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ حجاج ابن یوسف نہیں بخشا جائے گا، ہم تو جب جانیں جب ہم کو بخش دو، متقیوں کا بخش دینا کوئی عجیب بات نہیں۔ خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ جو تابعی تھے ان سے جا کر کسی نے کہا کہ حجاج ابن یوسف مرتے وقت اللہ سے یہ گفتگو کر کے مرا۔ فرمایا بڑا چالاک معلوم ہوتا ہے ظالم نے جنت بھی لے لی۔ مطلب یہ کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امیدوار رہنا چاہیے اور استغفار کا مصالحہ ہر وقت استعمال کرو، جہاں گناہ ہو فوراً استغفار کرو۔ یہ نہ سوچو کہ وضو کر لوں گا تب استغفار کروں گا، مسجد میں جاؤں گا تب کروں گا۔ جس زمین پر گناہ ہوا ہے وہیں استغفار کر و ورنہ یہ زمین تمہارے گناہوں کی گواہی دے گی۔

---

[۲۷] صحیح مسلم: ۱/۴۳۴، باب استحباب الذکر اذا رکب، ایچ ایم سعید

اللہ سے دوری پر صبر نہ کریں

علامہ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس زمین پر گناہ ہوا اسی زمین پر فوراً استغفار کرلو تاکہ یہ زمین تمہارے استغفار کی بھی گواہی دے۔ دیر مت کرو، ہوسکتا ہے موت آجائے، ہوسکتا ہے ایکسیڈنٹ ہوجائے اس لیے فوراً استغفار کرو۔ دیر سے استغفار کرنے والوں میں دو روحانی بیماریاں ہوتی ہے۔ اب سنیے اختر سے ایک نئی بات۔ جو لوگ استغفار کرنے میں، گناہوں سے معافی مانگنے میں اور توبہ کرنے میں دیر کرتے ہیں ان میں دو سخت بیماریاں ہیں۔ نمبر ایک ان کے نفس میں ابھی کچھ لالچ ہے کہ دوچار گناہ اور کرکے پھر توبہ کرلیں گے۔ ان کا نفس جانتا ہے کہ توبہ کرلوں گا تو پھر دوبارہ گناہ نہیں کرپاؤں گا۔ لہٰذا ایک مرض تو اس کے اندر یہ ہے کہ یہ اللہ کی نافرمانی کا حریص ہے اور آئندہ بھی نافرمانی کی کچھ اسکیم بنائے ہوئے ہے، اس لیے توبہ نہیں کررہا۔ اس کو اللہ کے غضب اور قہر کا استحضار نہیں ہے، ابھی اس کی آنکھ نہیں کھلی ہے، نفس سے مغلوب ہوکر یہ شخص اندھا ہورہا ہے۔ اس کو اللہ کی پکڑ کا احساس نہیں ہے۔

نمبر دو یہ ہے کہ یہ شخص اللہ تعالیٰ کی ناراضگی پر صبر کرتا ہے، اللہ کا عاشق نہیں ہے، اگر خدائے تعالیٰ کے ساتھ محبت ہوتی، اگر اللہ کا عاشق ہوتا تو سوچتا کہ میرا اللہ مجھ سے ناراض ہوجائے گا اور اسی وقت کہتا کہ اللہ مجھ سے غلطی ہوگئی، معاف کردیجیے۔ کیوں صاحب کیا محبوب کی ناراضگی پر کچھ دیر کے لیے بھی صبر آسکتا ہے؟ یا اسے فوراً راضی کرنے کو دل چاہتا ہے؟ سچ سچ بتاؤ جس سے محبت ہوتی ہے اس کو جلدی راضی کرنا پسند کرتے ہو یا دیر سے؟ جس سے محبت ہوتی ہے اس کو آدمی جلدی خوش کرتا ہے یا سوچتا ہے کہ ابھی معاملات کو ٹھنڈا ہونے دو پھر دیکھا جائے گا۔ اگر محبت ہے تو ایک سیکنڈ کی ناراضگی سے اس کو موت معلوم ہوگی۔ شاعر فانی بدایونی کی بیوی ناراض ہوگئی تھی تو کیا شعر کہتا ہے؎

ہم نے فانی ڈوبتے دیکھی ہے نبضِ کائنات
جب مزاجِ یار کچھ برہم نظر آیا مجھے

ظالم کی خود نبض نہیں ڈوبی، کہتا ہے کہ ساری دنیا کی نبض ڈوب رہی ہے۔ یعنی اپنے محبوب کی تھوڑی سی ناراضگی سے بھی مجھے دنیا اندھیری معلوم ہوتی ہے۔ یہ دنیاوی محبت کا حال ہے۔ اسی طرح جن کو اللہ سے تعلق ہے انہیں بے چین ہو جانا چاہیے اور تڑپ جانا چاہیے کہ ہمارا اللہ ہم سے ناراض ہو گیا ہے، جلدی سے ان کو راضی کر لو، ان سے معافی مانگ لو کہ اے اللہ ہم سے غلطی ہو گئی ہے، ہم کو معاف کر دیجیے۔

عشقِ عاشقانِ خدا

میں نے پھولپور میں اپنے شیخِ اوّل مولانا شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اکثر دیکھا کہ ان کے پاس کوئی نہیں ہے، آسمان اور زمین کے سوا حضرت کے پاس کوئی نہیں ہے، حتّٰی کہ دور سے حضرت کو یہ بھی علم نہیں ہوتا تھا کہ اختر بھی میرے پاس ہے، بس بیٹھے ہوئے ہیں، آسمان کی طرف دیکھا اور نگاہ نیچی کر کے کہا یا رب معاف کر دیجیے۔ آنکھوں میں آنسو آگئے، اللہ سے باتیں ہو رہی ہیں۔ اللہ سے ایسا تعلق تھا کہ جیسے ہر وقت اللہ سے باتیں ہو رہی ہیں۔ تو یہ جملہ حضرت کا ہے یا ربی معاف کر دیجیے، یہ کہتے وقت آواز میں رونے کی کیفیت اور آنکھوں میں آنسو آجاتے ہیں۔ ایک عمر میں نے اپنے شیخ کی ان باتوں کو دیکھا ہے۔ دوستو یہ ہی چیز ملتی ہے اللہ والوں سے، اللہ کی محبت کا یہ ہی درد ملتا ہے جس سے کام بن جاتا ہے، آہ وفغاں اور فریاد کرنا آجاتا ہے۔ مولانا شاہ عبد الغنی صاحب فرمایا کرتے تھے کہ نئی چڑیوں کو پرانی چڑیوں سے پوچھنا چاہیے کہ ؎

کس طرح فریاد کرتے ہیں یہ بتادو قاعدہ
اے اسیرانِ قفس میں نو گرفتاروں میں ہوں

اللہ کی یاد میں رونا بھی نہیں آتا جب تک اللہ والوں کو نہ دیکھا جائے، جب تک ان کی صحبتیں نہ اٹھائی جائیں۔ اس پر مجھے اپنا ایک بہت پرانا شعر یاد آیا ؎

دل چاہتا ہے کہ ایسی جگہ میں رہوں جہاں
جیتا ہو کوئی درد بھرا دل لیے ہوئے

دوستو اگر کوئی اللہ والا مل جائے جو اپنے سینے میں خدائے تعالیٰ کی محبت کا درد رکھتا ہو تو اس کی صحبت کو کیمیا سمجھو۔ وزارت عظمیٰ کی کرسیاں، ہفت اقلیم کی سلطنت، سارے زمین و آسمان کے خزانے بھی اللہ کی محبت کے ایک ذرّہ کی قیمت ادا نہیں کرسکتے۔ اس قیمت کو ان سے پوچھو جن کو یہ نعمت حاصل ہوگئی ہے ؎

جان دی دی ہوئی ان ہی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

بس اب دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ جو باتیں یہاں ہوئی ہیں انہیں قبول فرمائیں اور یا اللہ جو اختر سے حسنِ ظن کی راہ سے یہاں آتے ہیں آپ اپنی رحمت سے ان کو محروم نہ فرمایئے۔ یا اللہ اپنی رحمت سے جانِ اختر کو بھی اور میرے ان سب احباب کو بھی جو نیک گمان سے یہاں آتے ہیں میرے سینے کو اور ان کے سینوں کو اپنی محبتِ کثیر اور اپنا خاص تعلق عطا فرمادیں۔ اپنی رحمت سے ہم سب کی جائز حاجتیں پوری فرمایئے اور ہم سب کو دنیا و آخرت دونوں جہاں کی خوشیاں دِکھایئے اور ہر غم سے اور ہر فکر و تشویش اور پریشانی کے اسباب سے یا اللہ مجھ کو، پوری امت کو اور سب حاضرین کرام کو حفاظتِ دائمہ نصیب فرمایئے، آمین۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَ الْعَافِیَۃَ وَ دَوَامَ الْعَافِیَۃِ وَ الشُّکْرَ عَلَی الْعَافِیَۃِ [۲۸]

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَا سَأَلَکَ مِنْہُ نَبِیُّکَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ نَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْہُ نَبِیُّکَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ اَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَ عَلَیْکَ الْبَلَاغُ وَ لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللہِ [۲۹]

وَصَلَّی اللہُ عَلَی النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ
وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

❁❁❁❁

۲۸؎ مرقاۃ المفاتیح: ۵/۲۴، ذکر بلفظ سلوا اللہ العفو والعافیۃ

۲۹؎ جامع الترمذی: ۲/۱۹۲، باب اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَا سَأَلَکَ من ابواب الدعوات، ایچ ایم سعید

اس زمانے میں یہ دیکھا جارہا ہے کہ تسبیح تو ایک ہزار دانے کی پڑھ رہے ہیں مگر ماں باپ سے لڑ رہے ہیں، بیوی بچوں سے بدتمیزی کر رہے ہیں، بھائیوں کے حقوق مار رہے ہیں، جو ذمہ داری دی گئی ہے اس کے اندر خیانت کرتے ہیں، حقوق العباد کا ذرا بھی خیال نہیں کرتے، اپنے جذبات اور نفس کی ناجائز خواہشات پر جہاں چاہا جیسا چاہا عمل کر لیتے ہیں، یہ تصوف کے بالکل خلاف اور قابلِ اصلاح فعل ہے۔

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے وعظ ''تصوف کی حقیقت اتباعِ شریعت'' میں اسی موضوع پر بیان فرماتے ہیں کہ اصل تصوف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قوی اور صحیح تعلق ہو جائے۔ یہ تعلق قائم ہونے کا معیار یہ ہے کہ اپنے پیدا کرنے والے اللہ کے احکام بجالانے اور ان کی نافرمانی سے بچنے کے ساتھ ساتھ ان کی مخلوق کے حقوق کی ادائیگی کی توفیق بھی ہو جائے۔